جنرل (ر) حمید گل

پاک فوج امریکی ڈھال کیوں؟

۱۹۹۳ء میں امریکی' صومالیہ بری نیت سے گئے تھے۔اصل مقصد سوڈان کو تقسیم کر کے تیل سے مالا مال جنوبی سوڈان کو عیسائیوں کے تسلط میں دینا اور اسرائیل کے تحفظ کے لیے بحیرۂ احمر کے مغربی کنارے پر واقع اریٹیریا میں یہودی نواز حکومت کا قیام تھا لیکن بہانہ صومالیہ کے فاقہ زدہ بچوں کو خوراک مہیا کرنا بنایا گیا۔ بین الاقوامی میڈیا پر قحط سالی کے شور اور ٹی وی پر دن رات بھوک سے سوکھے ہوئے ڈھانچوں کی نمائش نے ایسا ماحول فراہم کیا کہ عالمی برادری بھی چکمے میں آ گئی اور امریکی آپریشن کو یو این او کی تائید حاصل ہوگئی۔قبائل کی جنگ میں ۴۳ ہزار امریکی اور ۲۶ ہزار دیگر ممالک کے فوجی جھونک دیئے گئے۔لیکن جنرل فرح عدید کے ننگے پاؤں جنگجوؤں نے اسامہ بن لادن (جو اس وقت سوڈان میں مقیم تھے) کے ساتھیوں کی مدد سے ایسی مزاحمت دکھائی کہ دو سال بعد صومالیہ سے دم دبا کر بھاگتے ہی بن پڑی۔سب سے بڑا معرکہ موغادیشو کے جنوب میں ہوا جہاں اسامہ کے کمانڈر عاطف نے سٹنگر میزائل سے ایک امریکی بلیک ہاک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔جس میں سترہ امریکی مارے گئے۔مرنے والے امریکیوں کی نعشوں کو ننگ دھڑنگ صومالی بچے گھسیٹتے پھرے۔یہ مناظر دنیا کے تمام ٹی وی چینلز پر دکھائے گئے۔صدر کلنٹن کا عزم صرف ان تصویری مناظر کے سامنے منہدم ہوگیا۔صومالیہ کے تمام آپریشن میں غالباً ۲۹ امریکی اموات ہوئی ہوں گی۔صومالیہ سے امریکیوں کا پسپا ہونا تھا کہ فاقوں کے قصے اور مدقوق اجسام کی ٹی وی پر نمائش بھی تمام ہوئی۔البتہ اریٹیریا پر صیہونی قدم جم چکے تھے اور اسامہ کے ساتھ امریکہ کی جنگ ابھی جاری ہے۔

اس داستان کا ایک پوشیدہ پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ صومالیہ میں امریکی معاونت کے لیے پاکستان نے بھی پیدل فوج اور بکتر بند دستے فراہم کئے تھے۔پاکستانی سپاہیوں نے جہاں خوراک کی تقسیم میں قابل قدر خدمات انجام دیں' وہاں متعدد بار امریکیوں کو صومالی جنگجوؤں سے بچانے میں بھی کردار ادا کیا۔جس کے لیے امریکی سینٹرل کمانڈ نے پاکستانی فوج کی بے پناہ تعریف کی اور ہمارے جوانوں کو دنیا کے بہترین سپاہی قرار دیا۔لیکن جب ہالی وڈ نے امریکی فوج کے تعاون سے "Black Hawak Dawn" نامی مشہور فلم بنائی تو اس میں پاکستانیوں کا سرسری ذکر تو تھا مگر تحسین پر مبنی ایک جملہ بھی شامل نہ تھا۔اس کام میں پاکستانی ملت کے متعدد خوشنما پھول امریکیوں کو بچاتے ہوئے نثار ہوگئے۔صرف ایک موقع پر اگر امریکی دستوں کو پاکستانیوں کی بروقت کمک نہ پہنچتی تو فوجی مبصروں کے مطابق اس دن کم از کم ڈیڑھ سو امریکی فوجی مارے جاتے۔میری مستند اطلاع کے مطابق صومالیہ میں امریکہ مخالف دھڑے مختلف ذرائع سے پاکستانی کمانڈروں

اور خود جی ایچ کیو کو یہ پیغام بھجواتے رہے کہ ''خدارا! تم ہمارے مسلمان بھائی ہو' امریکی درندوں کے لیے ڈھال مت بنو 'ہمیں ان سے دو دو ہاتھ کر لینے دو۔''

آج پھر عراق میں تعاون کا حکم آ گیا ہے۔ آج پھر پاکستان کی فوجی ڈھال کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ بھلا تعمیل اس فرمان غیرت کش کی ممکن ہے؟ لیکن کوئی لاکھ احتجاج کرے' فیصلہ وہی ہوگا جو جی ایچ کیو اور پینٹا گون کے درمیان طے ہوگا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہ ایک طویل اور دل سوز داستان ہے' جسے مستقبل پر اٹھا رکھتا ہوں۔ پاکستان کا ہر دانشور کہہ اور لکھ چکا ہے کہ عراق میں فوج نہ بھیجی جائے۔ لبرل دانشور بھی اس رائے میں شریک ہیں۔ حالانکہ امریکہ کی پسپائی ان کے تصورات کے محل مسمار کر ڈالے گی۔ جیسا کہ افغانستان سے روس کے نکلنے کے بعد ترقی پسند دانش وروں کی امیدوں کا حشر ہوا تھا' لیکن اپنے بہادر اور غیور فوجیوں کو ''کرائے کے سپاہی'' کہلوانا کسی کو گوارا نہیں۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ عراق کے خلاف ایک تاریخی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ افغانستان کے خلاف بھی ایسا ہی جرم ہوا تھا لیکن ''عملیت پسندوں'' کی بصارت اس وقت دبیز پردوں کو چاک نہ کر سکی اور طالبان بیچارے تو ویسے ہی زیر عتاب تھے۔ اگر صومالیہ کے فاقہ زدہ بچے ساز گار ماحول پیدا کر رہے تھے تو افغانستان میں ٹینٹ برقعے میں ملفوف خواتین اور لمبی داڑھیوں نے واردات کا پس منظر تخلیق کیا۔ ہمارے ''ارباب بصیرت'' اس پوشیدہ حقیقت کو دیکھ نہ پائے۔ ع ....

فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ

افغانستان پر کیا بیتی اور اس غیور قوم کا مستقبل کیا ہے' آج بھی کسی کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ طالبان پر سفاکانہ حملے کے وقت ہمارے اس وقت کے وزیر خارجہ جناب عبدالستار صاحب نے فرمایا تھا کہ ٹونی بلیئر نے ہمیں (حملے کے حق میں) تسلی بخش ثبوت فراہم کر دیئے ہیں لیکن میں نے حال ہی میں ہفت روزہ ''تکبیر'' میں ان کا ایک انٹرویو پڑھا ہے جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ ایسا کوئی ثبوت نہ تھا۔ سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس وقت قوم سے جھوٹ کیوں بولا اور کس کے حق میں دلائل کے انبار لگایا کرتے تھے۔ اسے عین قومی مفاد میں بتاتے تھے' اب وہ قومی مفاد کہاں گیا؟ آج پھر یہ کہا جائے گا کہ عراق میں فوج بھجوانا قومی مفاد میں ہے مگر کل جب زیاں و سود کا حساب ہوگا تو کوئی ستم ظریف معصومیت سے مان لے گا کہ اس میں خسارہ ہی خسارہ تھا مگر پھر پچھتانے سے فائدہ نہ ہوگا۔ آئیں! ذرا نفع و نقصان کی کسوٹی پر اس معاملے کو آج ہی پرکھتے ہیں۔

ممکنہ نقصانات

ا) عراق پر امریکہ اور برطانیہ کا حملہ اور غاصبانہ قبضہ بلا جواز، غیر قانونی اور غیر اخلاقی تھا اور ہے۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں نے بروقت مخالفت کر کے اس کا کھلا اظہار کر دیا تھا۔ اس جرم میں کسی طرح کا عملی تعاون شراکت جرم کے مترادف ہوگا اور

ہمارے لیے تاریخی شرمندگی کا باعث بنے گا۔ قائداعظم کے اسلامی پاکستان کے لیے یہ کردار کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

۲) عراق میں تحریک آزادی جہاد کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس کا دائرہ وسیع ہوگا، اس کی لپیٹ میں پورا خطہ آجائے گا۔ اس صورت میں وہاں موجود پاکستانی افواج کا اصل کام امریکی غاصبانہ قبضے کو مستحکم کرنا اور امریکہ کے لیے سلامتی کی ڈھال فراہم کرنا ہوگا۔

۳) عراق میں امریکی اہداف دو طرفہ تھے...... تیل کی دولت پر قبضہ اور اسرائیل کی ناجائز ریاست کو تحفظ دینا۔ گہرائی میں جھانکیں تو ہماری فوج اس مقصد سے تعاون کر کے ہمارے قبلہ اوّل پر صیہونی قبضے کو تقویت فراہم کرے گی اور تحریک پاکستان کے تمام احساسات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صیہونیوں کے ''گریٹر اسرائیل'' کے خواب کو پروان چڑھا رہی ہوگی۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں رہنی چاہیے کہ ''گریٹر اسرائیل'' کا جو نقشہ اسرائیلی پارلیمنٹ کے باہر لٹک رہا ہے۔ اس میں مدینہ منورہ بھی صیہونی منصوبے میں شامل ہے۔

۴) عراق میں مزاحمتی تحریک عرب قوم پرستی، اسلامی احیائے نو اور اسلامی انقلاب کے جذبوں کا امتزاج ہوگی۔ افواج پاکستان کا ان جذبوں سے تصادم کسی طور بھی موزوں نہ ہوگا۔

۵) عراق میں شدید مزاحمت سامنے آئے یا امریکی قبضہ مستحکم ہو، ہر دو صورتیں امریکی عقابوں کو ایران پر حملے کے لیے اکسائیں گی۔ مزاحمت کی صورت میں وہ دلیل دیں گے کہ ایران کو قابو کیے بغیر عراق میں سٹریٹجک پوزیشن برقرار نہیں رہ سکتی اور اسرائیل کے لیے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ کامیابی کی صورت میں ایران کو بھی ساتھ ہی لپیٹ دینے کا استدلال مضبوط ہوگا۔ ان حالات میں پاکستانی افواج بالواسطہ ایران کے خلاف شریک کار ہوں گی۔

۶) عرب عوام میں امریکہ اور اپنے حکمرانوں کے خلاف جذبات روز افزوں ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں جس نئے انقلاب کے آثار ہویدا ہیں۔ ان میں حکمران غیر اہم ہو جائیں گے۔ حکومتیں ناپائیدار ثابت ہوں گی۔ پاکستان کو بالآخر عرب عوام سے ہی معاملہ کرنا ہوگا۔ عوامی سوچ کے خلاف پاکستان کا کردار مستقبل میں ہمارے لیے مسائل پیدا کرے گا۔ یاد رہے عرب عوام نے حسین شہید سہروردی کے ''صفر + صفر = صفر'' کی عربوں پر طنز کو ابھی تک فراموش نہیں کیا۔

۷) عرب قوم پرستی سے متضاد رویے پر مشرق وسطیٰ میں ۲۰ لاکھ پاکستانیوں کے کاروبار اور روزگار مجروح ہوں گے۔

۸) پاکستانی فوج امریکی کمان کے ماتحت ہوگی۔ ہوسکتا ہے وہاں بھارتی فوج کے ساتھ مل کر بھی کام کرنا پڑے۔ دونوں طرح ہماری فوج کی نفسیات پر مضر اثرات مرتب ہوں گے۔

۹) اندرون ملک انتشار میں اضافہ ہوگا۔ بالخصوص فوج کی قیادت اور ادارے سے اعتبار اٹھ جائے گا۔ عوام اپنی فوج سے پوچھیں گے کہ ہمارے خون پسینے سے پلے ہوئے اور ہماری دعاؤں سے شاداب ہونے والے آخر کرائے کے سپاہی کیوں بن گئے ہیں اور وہ بھی اسلام دشمنی کے لیے۔

۱۰) عراق کی تحریک آزادی کے مراکز، مساجد اسلاف کے مزار ہوں گے۔ ان کے خلاف استعمال پاک فوج کے لیے بہت

کڑا امتحان ہوگا۔

ممکنہ حقیر فوائد

۱)امریکہ کچھ شخصیات سے خوش ہوجائے گا(پاکستان سے نہیں)اوران کے ہر جائز وناجائز کام سے صرف نظر کرے گا لیکن وقتی طور پر۔مطلب نکلنے کے بعد وہی کرے گا جو ماضی میں کرتا آیا ہے۔

۲)پاکستان کو کچھ ڈالروں کی امداد مزید مل جائے گی جس سے معاشرے میں خوش حالی تو کیا آئے گی۔البتہ چند افراد مزید خوشحال ہوجائیں گے۔

۳)پاکستان کے مٹھی بھر''بین الاقوامی شہریوں'' کی نوکریاں مزید پکی ہوجائیں گی۔

نفع نقصان کے اس پیمانے پر جانچیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔آخر ایسی بھی کیا آفت ہے کہ اتنے حقیر مفاد کے لیے ہم ایمان وضمیر کے ساتھ جان ومال بھی قربان کردیں۔عراق ہو یا افغانستان امریکیوں نے یہ مصیبت خود ہی گلے ڈالی ہے۔اسے نمٹانا بھی ان کی ہی ذمے داری ہے۔They must carry their own burden۔ایک بے وفا سے وفا شعاری کسی اصول کی رو سے جائز نہیں۔اگر عراق ویت نام بنتا ہے تو بنا کرے......اگر افغان قوم ایک اور سپر پاور کا غرور خاک میں ملاتی ہے تو اس پر ہم کیوں تڑپیں۔اگر''سب سے پہلے پاکستان'' کو ہی ہم نے حرزِ جاں بنالیا ہے تو کم از کم اس اصول سے ہی وفا کریں۔امریکہ کے سامنے کیوں ہمارے سارے اصول دم توڑ دیتے ہیں اور حمیت وشجاعت جواب دے جاتی ہے......؟اس سوال کا جواب ہماری قیادت کے ہر دعویدار کو اپنے ضمیر میں جھانک کر دیکھنا ہوگا' قوم جواب مانگ رہی ہے۔

اور آخر میں''عملیت پسندوں'' کے لیے ایک مشورہ......غور کریں تو امریکہ ایک ڈھلتی ہوئی طاقت ہے۔اس کا سورج غروب ہونے میں کتنا وقت لگے گا' یہ میں نہیں کہہ سکتا۔لیکن عرصہ زیادہ طویل ہرگز نہ ہوگا۔اس لیے ہر جائز وناجائز میں اس کا ساتھ دینا درست نہ ہوگا۔قوموں کے لیے مختلف ادوار آیا کرتے ہیں......مگر مشکلات انہیں سرنگوں نہیں کرتیں، پورے قد سے کھڑے رہنے پر آمادہ کرتی ہیں۔انہیں اپنی بقا اور آزادی کے لیے اصول پرستی کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔میرا خیال ہے ہم سب کے لیے سوچنے کی بات' سامنے کا سوال یہ ہے۔کیا امریکہ کا موجودہ غرور کے ساتھ دنیا پر پھیلتے جانا پاکستان، اسلام اور انسانیت کے اتنا ضروری ہے کہ ہم اپنی قیمتی لہو اس پر نچھاور کردیں......؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر امریکہ مستقبل قریب میں پسپائی اختیار کرکے اپنی تنہائی کی طرف واپس لوٹتا ہے تو اس سے پیدا شدہ خلا کو کیسے پر کیا جائے گا؟اس صورت میں اسلام اور عالم اسلام کا کردار مرکزی ہوگا۔لیکن تب ہم کہاں کھڑے ہوں گے؟امریکہ کے پرچم بردار بن کر اگر ہم ہار گئے تو جشن مسرت کون منائے گا اور اگر ہم جیت گئے تو فاتح کون کہلائے گا؟